قربانی کے تفصیلی احکام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قربانی کے فضائل

قربانی کا بڑا ثواب ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

عن عائشه قالت قال رسول اللّٰہ ﷺ ما عَمِلَ ابْن آدم من عملٍ یوم النحر احب اِلی اللّٰہ من اهراق الدم و انه لیاتی یوم القیامة بقوتها و اشعارها و اظلافها و ان الدم لیقع من اللّٰہ بمکان قبل ان یقع بالارض فطیبوا ابها نفسا (رواه الترمذی و ابن ماجه)

ترجمہ: کہ قربانی کے دنوں میں قربانی سے زیادہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ ان دنوں میں یہ نیک کام سب نیکیوں سے بڑھ کر ہے اور قربانی کرتے وقت خون کا جو قطرہ زمین پر گرتا ہے تو زمین تک پہنچنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کے پاس مقبول ہو جاتا ہے، تو خوب خوشی سے اور خوب دل کھول کر قربانی کیا کرو۔

وعن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ قال قال اصحاب رسول اللّٰہ ﷺ یا رسول اللّٰہ ما هذه الاضاحی قال سنة ابیکم ابراهیم علیه السلام قالوا فما لنا فیها یا رسول اللّٰہ ﷺ قال بکل شعرة حسنة قالوا فا الصوف یا رسول اللّٰہ ﷺ قال بکل شعرة من الصوف حسنة۔ (رواه احمد و ابن ماجه)

اور حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ قربانی کے بدن پر جتنے بال ہوتے ہیں، ہر ہر بال کے بدلے میں ایک ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔

سبحان اللہ بھلا سوچو تو کہ اس سے بڑھ کر اور کیا ثواب ہو گا کہ ایک قربانی کرنے سے ہزاروں لاکھوں نیکیاں مل جاتی ہیں۔ بھیڑ کے بدن پر جتنے بال ہوتے ہیں اگر کوئی صبح سے شام تک گنے تب بھی نہ گن پاوے، پس سوچو تو کتنی نیکیاں ہوئیں۔ بڑی دینداری کی بات تو یہ ہے کہ اگر کسی پر قربانی کرنا واجب بھی نہ ہو تب بھی اتنے بے حساب ثواب کی لالچ سے قربانی کر دینی چاہیئے۔ جب یہ دن چلے جائیں گے تو یہ دولت کہاں نصیب ہو گی اور اتنی آسانی سے اتنی نیکیاں کیسے کما سکیں گے اور اگر اللہ تعالیٰ نے مالدار اور امیر بنایا ہو تو مناسب ہے کہ جہاں اپنی طرف سے قربانی کرے جو رشتہ دار مر گئے ہیں جیسے ماں باپ وغیرہ ان کی طرف سے بھی قربانی کر دے کہ ان کی روح کو اتنا بڑا ثواب پہنچ جائے۔ حضرت محمد ﷺ کی طرف سے آپ کی بیبیوں کی طرف سے اپنے پیر و مرشد وغیرہ کی طرف سے کر دے اور نہیں تو کم از کم اتنا تو ضرور کرے کہ اپنی طرف سے قربانی کر دے کیونکہ مالدار پر تو واجب ہے۔ اور غریب کے لئے غنیمت کا موقع۔

باوجود وسعت کے قربانی نہ کرنا بہت بڑی بد نصیبی ہے

جس کے پاس مال و دولت سب کچھ موجود ہے اور قربانی کرنا اس پر واجب ہے پھر بھی اس نے قربانی نہ کی اس سے بڑھ کر بد نصیب اور محروم اور کون ہو گا۔ اور ایسے شخص کے بارے میں جناب نبی کریم ﷺ سے سخت وعید منقول ہے، حدیث میں ہے من وجد سعۃً ولم یضح فلا یقربن مصلّانا (ہدایہ ص ۴۴۱، ج ۴) یعنی جو شخص باوجود وسعت کے قربانی نہ کرے وہ ہماری عید گاہ کے قریب بھی نہ جائے۔

قربانی کے وجوب کی شرائط

بدائع والصنائع میں ہے:

(۱) (واما شرائط وجوبها) فمنها الاسلام فلا تجب على الكافر ولا يشترط وجود الاسلام في جميع الوقت من اوله الٰی آخره لو كان كافراً في اول الوقت ثم اسلم في آخره تجب عليه لان وقت الوجب يفضل عن اداء الواجب فيكضى في وجوبها بقاء جزء من الوقت كالصّلاة۔

(۲) ومنها الحرية فلا تجب على العبد ولا يشترط ان يكون حرا من اول الوقت الى آخره بل يكتفي بالحرية في آخر جزء من الوقت حتى لو اعتق في آخر الوقت وملك نصابا تجب عليه الاضحية۔ لما قلنا في شرط الاسلام

(۳) ومنها الاقامة فلا تجب على المسافر وذكر في الاصل وقال ولا تجب الاضحية على الحاج واراد بلحاج المسافر فاما اهل مكه فتجب عليم الاضحية وان حجوا لما روى نافع عن اب سيدنا عمر رضى اللّٰه عنهما انه كان يخلف لم لم يحج من اهله اثمان الضحايا ليضحوا عنه تطوعاً ويحتمل انه ليضحوا عن انفسهم لا عنه فلا يثبت الوجوب مع الاحتمال ولا تشترط الاقامة في جميع الوقت حتىٰ لو كان مسافراً في اول الوقت ثم اقام في آخره تجب عليه لما بينا في شرف الحرية والاسلام ولو كان مقيماً في اول الوقت ثم مسافر في آخره لا تجب عليه لما ذكرنا۔ هذا اذا سافر قبل ان يشترى اضحية فان اشترى شاة للاضحية ثم سافر ذكر في المنتقى ان له بيعها ولا يضحى بها، وهكذا روى عن محمد رحمه اللّٰه تعالىٰ انه يبعها من المشائخ من فصل بين الموسر والمعسر فقال ان كان موسرا فالجواب كك لانه ما اوجب بهذا الشراء شيئاً علىٰ نفسه وانما قصد به اسقاط الواجب عن نفسه فاذا سافر تبين انه لا وجوب عليه فكان له ان يبيعها كما لو شرع في العبادة على ظن انها عليه ثم تبين انها ليست عليه لا يلزمه الاتمام، وان كان معسراً ينبغي ان يجب عليه ولا تسقط عنه بالسفر لان هذا يجاب من الفقير بمنزلة النذر فلا يسقط بالسفر كما لو شرع في التطوع انه يلزمه الاتمام

والفضاء بالافساد کذاھھنا, وان سافر بعد دخول الوقت قالوا ینبغی ان یکون الواجب ککک لماذکرنا۔

(۴) ومھا الغنی وھو نصاب صدقة الفطر وقد ذکرنا۔[1]

ترجمہ: قربانی کے وجوب کے لئے متعدد شرائط ہیں۔ ایک ان میں سے اسلام ہے لہٰذا کافر پر واجب نہیں اور وجودِ اسلام قربانی کے تمام وقت من اولہٖ الیٰ آخرہٖ میں شرط نہیں حتیٰ کہ اگر کوئی شخص العیاذ باللہ اول وقت اضحیہ میں کافر تھا اور آخر وقت اضحیہ میں مسلمان ہو گیا تو اس پر قربانی واجب ہو گی، کیونکہ وقت الوجوب اداء الواجب سے متفضل اور فاضل ہوتا ہے اس لئے نماز کی طرح اس کے وجوب کے لئے تمام وقت کے ایک جز کا بقا کافی ہے اور دوسری شرط حُریۃ ہے اس لئے قربانی غلام پر واجب نہیں ہے اور تمام وقت میں من اولہٖ الی آخرہٖ وجود حریہ شرط نہیں بلکہ وقت کے آخری جز میں جب حریۃ آجائے تو یہ وجوب کے لئے کافی ہو گی، حتیٰ کہ اگر کوئی غلام وقت کے آخر میں آزاد کیا گیا اور وہ مالک نصاب ہو گیا تو اس پر قربانی واجب ہو گی اور اس شرط کا حال شرط اول جیسا ہے۔

اور تیسری شرط اقامۃ ہے لہٰذا مسافر پر قربانی واجب نہیں اور حاجی مسافر پر بھی قربانی واجب نہیں ہاں، اہل مکہ پر واجب ہے اگرچہ وہ محرمین بالحج ہوں کیونکہ جناب سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ حج کو جاتے وقت ضحایا کے اثمان کو چھوڑ دیا کرتے تاکہ باقی ماندہ لوگ احسان کر کے اس کی طرف سے قربانی کر دیں مگر یہاں یہ احتمال ہے کہ جائز ہے کہ مراد یہ ہو کہ وہ اپنی طرف سے کر دے آپ کی طرف سینہیں اور احتمال کیساتھ وجوب چابت نہیں ہو سکتا ہے اور شرط اقامۃ کا جود بھی تمام وقت میں ضروری نہیں ہے حتیٰ کہ اگر کوئی شخص وقت کے آخر میں مقیم ہوا تو اس پر قربانی واجب ہو گی اس دلیل کی وجہ سے جو ہم نے شرف الحریہ اور شرف الاسلام میں ذکر کی ہے۔ اور اگر کوئی شخص اول

---

[1] (بدائع والصنائع، ص ۶۳، ۶۴ ج ۵)

وقت میں مقیم اور وقت کے آخر میں مسافر ہو گیا تو اس پر قربانی واجب نہ ہو گی اس دلیل کی وجہ سے جو ہم نے ذکر کی مگر یہ اس وقت ہے کہ قربانی کے جانوار خریدنے سے پہلے سفر کیا ہو اور اگر قربانی کے لئے جانور خریدا ہوا ہو اور پھر سفر کیا ہو تو منتقی میں ہے کہ اس صورت میں اس کے لئے یہ جائز ہے کہ قربانی ے جانور کو بیچ ڈالے اور اس پر قربانی نہ کر دے اور امام محمدؒ نے بھی جواز بیع کا قول کیا ہے اور بعض مشائخ موسر اور معسر کے درمیان فرق کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ صورتِ مذکورہ میں اگر قربانی دکرنے والا موسر ہے غنی ہے تو جواب حسب سابق ہے کیونکہ موسر نے اس خریدار سے اپنے آپ پر کسی چیز کو واجب نہ ٹھہرایا ہے بلکہ اپنے ذمہ کے فراغ کا قصد اور ارادہ کیا ہے لہذا جب اس نے سفر شروع کیا تو ظاہر ہوا کہ اس پر قربانی واجب نہیں ہے اس لئے اس کو بیع کی اجازت ہے جیسا کہ کوئی شخص کسی عبادت کو اس خیال سے شروع کرتا ہے کہ یہ میرے اوپر واجب ہے اور پھر ظاہر ہوتا ہے کہ اس عبادت کا اس پر وجوب نہیں ہے تو اس پر اتمام لازم نہ آتا ہے اور اگر مضحی معسر تھا تو مناسب یہ ہے کہ قربانی اس پر واجب ہو اور سر سے ساقط نہ ہو کیونکہ یہ بمنزلہ نذر کے فقیر کی طرف سے ایجاب ہے پس سفر سے ساقط نہ ہو گی جیسا کہ کوئی شخص نفل شروع کرے تو اس پر اس کا اتمام اوف افساد کی صورف میں قضا لازمہو تا ہے تو یہاں پر بھی س جیسا حکم ہے اور اگر وقت کے داخل ہونے کے بعد سفر شروع کیا ہو تو یہ حضرات فرمارہے ہیں کہ مناسب یہی ہے کہ پھر بھی جواب جوابِ مذکورہ کی طرح ہو اس دلیل کی وجہ سے جو ہم نے ذکر کر دیا۔ اور چوتھی شرط غنا ہے۔ اور غناء کی حد صدقۃ الفطر کا نصاب ہے اور اس کو ہم نے ذکر کر دیا ہے۔

قربانی کب واجب ہوتی ہے

شرح التنویر میں ہے:

وسببها الوقت وھو ایام النحر وقیل الرّأس وقدمه فی التتار خانیه۔[2]

قربانی کے وجوب کا سبب وقت ہے اور یہ ایام النحر ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ رأس ہے اور اسکی کو تتار خانیہ میں مقدم کیا ہے۔

اور ردّالمحتار میں ہے:

وذکر فی النهایة ان سبب وجوب الاضحیه ووصف القدره فیها بانها ممکنه او میسره لم یذکر لافی اصول الفقهه ولا فی فوعہٖ ثم حقق ان السبب هو الوقت لان السبب انها یعرف بنسبة الحکم الیه وتعلقه به اذا لاصل فی اضافة الشیء الی الشیء ان یکون سبباً وکذا اذا لازمه فتکرر بتکرره وقدتکرر وجوب الاضحیه بتکرر الوقت وهو ظاهر ووجدت الاضافة فانه یقال یوم الاضحی کما یقال یوم الجمعة او العید وان کان الاصل اضافة الحکم الی سببہٖ کصلاة الظهر لکن قدیعکس کیوم الجمعة والدلیل علی سببیة الوقت امتناع التقدیم علیه کامتناع تقدیم الصلوٰۃ وانما لم تجب علیٰ الفقیر للفقد الشرط وهو الغنی وان وجد السبب اه وتبعه فی العنایه والمعراج، ص ۲۲۰، ۲۱۹، ج۵۔

ترجمہ: علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں کہ صاحب نہایہ کہتے ہیں کہ اس سوال کا جواب کہ اضحیہ کا سبب کیا ہے؟ اور یہ کہ اضحیہ کیلئے معتبر قدرت ممکنہ ہے یا میسرہ؟ نہ اصول میں ذکر ہے اور نہ فروع میں پھر اس کے بعد صاحب نہایہ نے یہ محقق کر دیا ہے کہ سبب وقت ہے کیونکہ سبب کا پہچان اس سے ہوتا ہے کہ حکم اس کو منسوب اور اس سے متعلق ہو وجہ یہ ہے کہ اضافۃ الشیء الی الشیء میں قاعدہ یہ ہے کہ مضاف الیہ مضاف کا سبب ہوتا ہے اور اسی طرح سبب کی پہچان اس سے بھی ہوتی ہے

---

[2] (ص ۲۲۰، ۲۱۹ ج۵)

کہ حکم کے ساتھ لازم اور مکرر بتکرارہ ہوااور ہم دیکھ رہے ہیں کہ قربانی کا تکرر تکرر وقت سے آتا ہے اور اضافت ونسبت بھی موجود ہے چنانچہ کہا جاتا ہے یوم الاضحی جس طرح کہ کہا جاتا ہے یوم الجمعہ ویوم العید اور اگرچہ قاعدہ تو یہ ہے کہ حکم سبب کو مضاف ہوتا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے صلاۃ الظہر لیکن کبھی کبھی اس کا عکس آتا ہے جیسا یوم الجمعہ میں اور اضحیہ کیلئے وقت کے سبب ہونے پر دلیل یہ ہے کہ وقت پر اضحیہ کی تقدیم ممتنع ہے جس طرح کہ نماز کی تقدیم وقت پر ممنوع ہے اور فقیر کی صورت میں اگرچہ سبب موجود ہے مگر شرطِ غنا کے فقدان کی وجہ سے فقیر پر قربانی واجب نہیں ہے۔

قربانی کس پر واجب ہے

ہر وہ مال جو حاجت اور قرضہ سے زائد ہو خواہ نامی ہو یا غیر نامی اور وہ انفرادیا خلط کی صورت میں ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کو پہنچتا ہو تو ایسا مال جس خص کے پاس ہو اس پر قربانی واجب ہے اور اس لئے تو حضرت مفتی اعظم دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ جس شخص کے پاس صرف ایک تولہ سونا ہو تو اس پر قربانی واجب ہو گی اور وجوب قربانی کیلیئے جس طرح نمو کی شرط نہیں ہے اسی طرح حولان الحول کی بھی نہیں ہے اس اجمال کی بعض تفصیل درج ذیل ہے۔

تفصیل الاجمال

ردّالمحتار ص۲۱۹،ج۵ میں ہے:

ولو له عقار يشغله فقيل تلزم لو قيمته نصابا وقيل لو يدخل منه قوت سنة تلزم وقيل قول تهر فمتى فضل نصاب تلزمه۔

یعنی اگر کسی کے پاس غلہ دینے والی زمین تھی جس سے وہ غلہ حاصل کر رہا تھا تو اگر حاصل کردہ غلہ کی قیمت نصاب کو پہنچتی تو قربانی واجب ہوگی اور بعض نے کہا ہے اگر اس زمین سے سال بھر کی خوراک حاصل ہوتی تو قربانی واجب ہوگی اور بعض نے کہا ہے کہ اگر اس سے اس قدر غلہ حاصل ہوتا کہ مہینہ بھر کی خوراک کے علاوہ بقدر نصاب زائد بھی ہوتا تو قربانی واجب ہوگی۔

ردّالمحتار کے جلد ۲ ص ۷۱ کی ایک عبارت سے قول ثانی کی تائید ہو رہی ہے:

سل محمد علیہ الرحمۃ عمن له ارض يزرعها او حانوت يستغلها او دار غلتها ثلثة الاف ولا تكفى لنفقته ونفقة عيالهٖ سنة يحل له اخذ الزكوٰة وان كانت قيمتها تبلغ الوفاً وعليه للفتوىٰ وعندهما لا يحل۔

ترجمہ: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ جس شخص کے پاس کاشتکی زمین ہو اور یا کرایہ کے دکان یا ایسا مکان (گھر) جس کا کرایہ تین ہزار تک ہو مگر یہ اس کے اور اس کے عیال کے سال بھر کے نفقہ کیلئے کافی نہ ہو تو ایسا شخص زکوۃ کا مصرف ہے اگرچہ ان مذکورہ چیزوں کی قیمت ہزاروں کو پہنچتی ہو اور فتویٰ اسی پر ہے اور شیخین رحمہا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایسا شخص زکوۃ کا مصرف نہیں ہے۔

وفی رد المحتار وصاحب الثیاب الاربعه لو ساوی الرابع نصاباً غنی وثلاثة فلا لان احدهما لا بذلة والاخر للمهنة والثالث للجمع والوفد والاعیاد۔[3]

ترجمہ: جس کے پاس چار جوڑے کپڑے ہوں اور چوتھے جوڑے کی قیمت نصاب کو پہنچتی ہو تو یہ شخص غنی ہوگا اور صرف تین جوڑے ہوں تو غنی نہ ہوگا کیونکہ ان میں سے ایک اس کے روزانہ استعمال اور دوسرا کام کاج اور تیسرا جمعہ اور سلاطین وامراء کے پاس جانے اور عیدین کے لئے ہے۔

والمرٔۃ موسرۃ بالمعجل لو الزوج ملیا وبالمؤجل لا وبدار تسکنھا مع الزوج اف قدر علی الاسکان۔4

ترجمہ: اور عورت شوہر کے غنی ہونے کیصورت میں مہر معجل سے غنی ٹھہر جاتی ہے، مہر مؤجل سے نہیں اور اسی طرح عورت اپنے گھر کی وجہ سے بھی غنی بن جاتی ہے جس میں وہ اپنے شوہر کے ہمراہ رہتی ہے بشرطیکہ زوج اسکو سکونت دینے پر قادر ہو۔

لہ مال کثیر غائب فی ید مضاربہ او شریکہ ومعہ من الحجرین او متاع البیت ما یضحی بہ تلزم۔5

ترجمہ: جس شخص کے لئے مال کثیر ہو مگر وہ اس کے پاس نہ ہو بلکہ اسکے مضارب یا شریک کار کے پاس ہو اور اسکے پاس اتنا مال ہو جس سے قربانی خریدی جاسکتی رہو تو اس پر قربانی واجب ہوگی۔

---

[3] (ص ۲۱۹، ج۵)
[4] (ص ۲۱۹، ج۵)
[5] (ص ۱۱۹، ج۵)

لو کان له دار فیها بیتان شتوی و صیفی و فرش شتوی و صیفی لم یکن بها غنیاً فان کان له فیها ثلاثة بیوت و قیمة الثالث مائتا درهم فعلیه الاضحیه و کذا فرش الثالث۔

ترجمہ: اگر کسی شخص کے پاس ایسا مکان ہو جس میں صرف دو کمرے اور دو فرش (صحن) شتوی اور صیفی ہو تو اس سے یہ غنی نہ ہو گا البتہ اگر تین کمرے یا تین فرش تھے اور ثالث کی قیمت نصاب کو پہنچ جاتی تو اس پر قربانی واجب ہو گی۔

و الغازی بفرسین لا یکون غنیاً و بالثالث یکون غنیاً و لا یصیر الغازی بالاسلحة غنیاً الا ان یکون له من کل سلاح اثنان احدهما یساوی مائتی درهم۔[6]

ترجمہ: اور مجاہد دو گھوڑوں سے غنی نہیں، ہاں تیسرے سے غنی ہو گا (جبکہ تیسرے کی قیمت نصاب کو پہنچ جاتی ہو) اور مجاہد اسلحہ سے بھی غنی نہیں ہوتا ہے البتہ اگر اس کے پاس اسلحہ کے ہر نوع سے دو دو فرد تھے اور ان میں سے ایک کی قیمت نصاب کو پہنچتی ہو تو تب یہ غازی غنی ہو گا۔

و فی الفتاوی الدهقان لیس بغنی بفرس واحد و بحمار واحدٍ فان کان له فرسان او حمار ان احدهما یساوی مائتین فهو نصاب و الزراع بثورین و آلة الفدان لیس بغنی و ببقرة واحدة غنی و بثلاثة ثیران اذا ساوی احدهما مأتی درهم صاحب نصاب۔[7]

ترجمہ: اور فتاویٰ میں ہے کہ قوم کا چودھری ایک گھوڑے اور ایک گدھے سے غنی نہیں بنتا ہے البتہ جب ان کے پاس دو گھوڑے یا دو گدھے ہوں اور ان میں سے ایک کی قیمت نصاب کو پہنچتی ہو تو پھر غنی ٹھہر جاتا ہے اور اسی طرح کا شکار دو بیلوں اور آلہ الفدان (زرعہ، کھیتی اور کاشتکاری کے آلات) سے غنی نہیں بنتا ہے البتہ ایک گائے سے غنی بنتا ہے جبکہ اس کی قیمت نصاب کو پہنچتی ہو اور

---

[6] (هندیه ص ۲۹۳، ج۵)

[7] (هندیه ص ۲۹۳، ج۵)

نصب ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت ہے اور جب اسکے پاس تین بیل ہون اور ان میں سے ایک کی قیمت نصاب کو پہنچتی ہو تو پھر غنی ٹھہر جاتا ہے۔

حررہ:

العبد الفقیر السید احمد علی شاہ ترمذی حنفی سیفی

حال فقیر کالونی اورنگی ٹاؤن

جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ